ہوئے فرماتے ہیں: عربی سمیت تمام لغات کے ساتھ سب سے پہلے بات چیت کرنے والا آدم علیہ السلام ہے اور حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے سب سے پہلے عربی بولنے والا حضرت اسماعیلؑ اور فرشتوں میں حضرت جبریلؑ اور قحطان کے مخصوص قبیلے سے سب سے پہلے عربی بولنے والا یعرب بن قحطان ہے۔

فائدہ نمبر 5:

سابقہ آیت مبارکہ میں فرشتوں کا جواب اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ وہ خلافت کے حقدار ہیں۔ اسی پر اللہ نے زیر تفسیر آیت میں ان سے امتحان لیا۔ اس سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی انسان کسی علم میں مہارت کا دعوی کرے تو اس سے امتحان لینا ایک جائز کام ہے۔ اور مشکل عبارتوں اور نامانوس الفاظ سے امتحان لینا اور چیلنج کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿أنبئونی بأسماء هؤلاء ان كنتم صٰدقين﴾ (ابن العثیمین) فرشتوں کو خلافت کیلئے ان کی نااہلی اس امتحان کے علاوہ بھی سمجھایا جاسکتا تھا، لیکن ان سے امتحان لیا گیا۔ اس سے امتحانی انداز میں علم پڑھانے کی حکمت واضح ہوتی ہے۔ کسی کو علم سکھانا ہو تو اس سے متعلق کچھ سؤالات کرنے کے بعد ان کو تعلیم دینا طالب علم کیلئے زیادہ سودمند ہے، بجائے اس کے کہ اسے شروع میں ہی اسی علم کے متعلق سب کچھ سکھایا جائے۔ (السعدی)

فائدہ نمبر 6:

امام ابن جریر کہتے ہیں: زیر تفسیر اور بعد کی آیتوں میں یہود مدینہ کو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس طرح کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق وہ باتیں بتائی ہیں جن کا علم وحی کے بغیر ممکن نہیں اور یہ صداقت دعوائے نبوت کی دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

اسرائیل نواز حکمرانو .... ہوش کرو

اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم بن گوریان نے 9 اگست 1967ء کو jewish chronicie میں بیان دیا کہ "صہیونی عالمی تحریک" پاکستان کے خطرے کو کبھی نظر انداز نہ کرے۔ اس کی پوری آبادی یہودیوں سے نفرت اور عربوں سے محبت کرتی ہے۔ پاکستان ہی ہمارا نظریاتی اور حقیقی جواب ہے۔ یہاں کا ذہنی وفکری سرمایہ اور عسکری قوت آگے چل کر ہمارے لیے کسی بھی وقت مصیبت کا باعث بن سکتی ہے۔ اور عربوں سے محبت کرنے والا یہ ملک خود عربوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے برعکس ہندوستان سے دوستی ہمارے لیے ضروری نہیں۔ ہمیں خفیہ چالوں کے ذریعے بھارت کو اکسا کر پاکستان کے خلاف بھرپور کارروائی کرانا چاہیے۔

(اسرار احمد کسانہ: ہائے امریکہ، نوائے وقت 25 مئی 2002)

درس حدیث:

نیکی کمانے کے مختلف ذرائع

ثناء اللہ عبدالرحیم

عن أبی ذر قال قلت :یارسول الله أی الأعمال أفضل ؟قال:''الإیمان بالله و الجهاد فی سبیله'' قال قلت:أی الرقاب أفضل ؟ قال:''أنفسها عند أهلها و أکثرها ثمنا'' قال قلت:فإن لم أفعل ؟قال :''تعین صانعا أو تصنع لأخرق'' قال قلت: یارسول الله أرأیت إن ضعفت عن بعض العمل؟قال :''تکف شرک عن الناس ،فإنها صدقة منک علی نفسک''.

تخریج: صحیح البخاری کتاب العتق باب أی الرقاب أفضل ۱۴۸/۵ مع الفتح، صحیح مسلم کتاب الایمان ۷۳/۲ مع شرح النووی۔

ترجمہ: حضرت ابوذر (**جندب بن جنادة الغفاری، ت ۳۲ھ**) رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ''اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا''۔ میں نے کہا، کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا ''جو مالک کے ہاں سب سے زیادہ عمدہ، نفیس اور زیادہ قیمتی ہو'' میں نے کہا اگر میں یہ نہ کرسکوں؟ آپ نے فرمایا ''کسی کاریگر کی مدد کردو یا بے ہنر کا کام کردو''۔ میں نے کہا یارسول اللہ یہ بتلائیں، اگر میں ان میں سے بعض اعمال سے عاجز رہوں؟ فرمایا ''لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھو، یہ بھی تمہارا اپنے نفس پر صدقہ ہے''۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے ایمان باللہ کو افضل ترین عمل فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اللہ کسی بندے کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا، کافر و مشرک اور اعتقادی نفاق کے حامل لوگ کتنے ہی نیک اور اچھے عمل کریں، انہیں کوئی ثواب نہ ملے گا۔ پھر جہاد فی سبیل اللہ جو کہ مختلف اسالیب سے ادا ہوتا ہے، اس کو فضیلت دی۔ چونکہ ایمان باللہ کے بعد انسان جب اسلام میں داخل ہوتا ہے تو جملۃً امور اسلام کا پابند ہوتا ہے اور اسلام کے ان اصولوں اور قوانین کو سربلند رکھنے کا ذریعہ یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ بعض دوسری روایات میں ایمان باللہ کے بعد نماز کی بر وقت ادائیگی کو افضل الاعمال کہا ہے اور بعض میں برالوالدین اور بعض میں مسکینوں کو کھانا کھلانا افضل الاعمال قرار دیا ہے۔ ان مختلف روایات کے مابین تطبیق کی کئی صورتیں محدثین نے بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے زیادہ مناسب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سوال کرنے والوں کے ذاتی حالات یا انہی اوقات میں درپیش ضرورت کے پیش نظر کسی کو ایمان باللہ کے بعد والدین سے نیکی کرنا افضل بتایا، اور کسی کو جہاد کی طرف راغب کرنے کیلئے جہاد کو یہ شرف دیا۔ تاکہ ہر سائل کا جو کمزور پہلو ہے اس کی اصلاح ہوجائے۔ اور ان کو افضل کہنے سے کلی طور پر باقی اعمال سے مطلقا افضل ہونا ضروری بھی

نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے خیر الاعمال، افضل الاعمال صرف ایک ہی کیلئے نہیں فرمایا، پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی افضل الاعمال میں شامل ہے۔ لہٰذا ہر عمل میں فضیلت موجود ہے اور ان میں سے ہر ایک کے افضل ترین ہونے کا انحصار وقت کے تقاضے اور افراد کی مختلف حالتوں پر ہے۔ ہاں ایمان کو بہر حال اولیت حاصل ہے۔ (فتح الباری: ۵/۱۴۸ ا شرح نووی ۲/۷۷)

(أی الرقاب أفضل) حضرت ابوذر کا دوسرا سوال یہ تھا اے اللہ کے رسول ﷺ غلام آزاد کرنا تو ایک اچھا عمل ضرور ہے لیکن کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ غلام جو مالک کے نزدیک انتہائی عمدہ اور قیمتی ہو۔ یہ اللہ کے اس فرمان کے مصداق ہے ﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ (ال عمران: ۹۲) ''یعنی تم اس وقت تک صحیح معنوں میں مکمل نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں خوب محبوب ہو'' جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوطلحہ انصاری نے نبی ﷺ کے مشورے سے اپنا سب سے قیمتی باغ (بیر حاء) اپنے رشتہ داروں میں وقف کیا۔ (صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الزکاۃ علی الأقارب ۳/۳۲۵)

امام ابن حجر فرماتے ہیں ''وأنفسها عند أهلها'' ای: ما اغتباطهم بها أشد، فإن عتق مثل ذلک مایقع غالبا الا خالصا'' یعنی جب وہ مال یا غلام عمدہ اور قیمتی ہو تو وہ کتنا قابل رشک ہوگا، بے شک اس قسم کے غلام کا آزاد کرنا غالباً اخلاصِ نیت پر مبنی ہوتا ہے''۔ (فتح الباری: ۵/۱۴۹)

(إن لم أفعل؟) یعنی اگر میں مذکورہ اچھے کام نہ کر سکوں، یہ میری استطاعت میں نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا ''آپ کسی کام جاننے والے سے تعاون کریں یا جو اپنے کام کو مہارت کے ساتھ نہ کر سکتا ہو، اس کی مدد کریں یہ بھی صدقہ ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں ہشام بن عروہ کی روایات میں ''صانعا'' کے بجائے ''ضائعا'' ضاد کے ساتھ آیا ہے یعنی کسی ضائع ہونے والے کے ساتھ تعاون کرنا اور اس کو ضیاع سے بچانا۔ لیکن آگے لفظ ''أخرق'' آیا ہے اس لیے ''صانعا'' صاد کے ساتھ والی روایت معنی کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ ''صانع'' کاریگر اور ماہر کو کہا جاتا ہے اس کے مقابلہ میں ''أخرق'' ہے جو ماہر نہیں ہوتا۔ اس لیے ضاد والی روایت ہشام کی تصحیف شمار کی گئی۔

علماء فرماتے ہیں کہ پہلے صانع یعنی کاریگر کے ساتھ تعاون کرنے کا تذکرہ ہو۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ عموماً لوگ ماہر کاریگر کی مدد نہیں کرتے۔ اور لوگوں کی توجہ بھی اس کی طرف کم رہتی ہے۔ جبکہ غیر ماہر (أخرق) کی طرف عموماً توجہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اس پہلو کو اجاگر کرنے کیلئے پہلے کاریگر کے ساتھ تعاون کرنے کی ہدایت ہوئی۔ (فتح الباری ۵/۱۴۹. ۱۵۰)

(أرأیت إن ضعفت عن بعض العمل؟) یہ ابوذر غفاری کا چوتھا سوال ہے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ اگر میں مذکورہ اعمال میں سے بعض سے عاجز آجاؤں، تو آپ نے فرمایا کسی کے ساتھ انسانیت اور ایمان کے حوالے سے مدد نہ کر سکو تو کم از کم